THE STUDY OF
RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

عصری اسلامی بینکاری اور عقدِ مضاربہ: مروجہ اشکال کا فقہی و تجزیاتی مطالعہ

Contemporary Islamic Banking and the Contract of Mudarabah: A Jurisprudential and Analytical Study of Current Practices

Ghulam Qadir
PhD Scholar Department of Islamic Studies and Sharia
Muslim youth University Islamabad
Email: hafizqarighulamqadir@gmail.com

Muhammad Shahbaz
PhD Scholar Institute of Islamic Studies University of Karach
Email: drshahbazsalik@gmail.com

Abstract:
This research paper explores the practical application of the Mudarabah (Profit-Sharing) contract within the framework of contemporary Islamic banking. While Mudarabah is a foundational pillar of Islamic finance, its modern execution in banking products—particularly in savings and investment accounts—presents various jurisprudential challenges. The study employs an analytical and comparative methodology to examine the transition of Mudarabah from its classical juristic origins to its current standardized forms in financial institutions.

The primary focus of this research is to evaluate the Shariah compliance of prevailing Mudarabah models, such as Unrestricted Mudarabah (Mudarabah al-Mutlaqah) used in deposit mobilization and Restricted Mudarabah (Mudarabah al-Muqayyadah) in specific investment tiers. Key issues analyzed include profit-distribution mechanisms, the impact of administrative fees, and the juristic implications of loss-bearing responsibilities. By bridging the gap between classical Fiqh and modern financial engineering, this paper concludes with recommendations for enhancing the transparency and Shariah integrity of Mudarabah-based products to better reflect the core Islamic principle of risk-sharing.

Keywords: *Islamic Banking, Mudarabah, Shariah Compliance, Jurisprudential Analysis, Profit-Sharing, Islamic Finance, Contemporary Practices.*

عصرِ حاضر میں عالمی معاشی نظام میں بینکاری کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، جہاں سرمایہ کی گردش، تجارت کا فروغ اور اقتصادی ترقی کا دار و مدار بڑی حد تک مالیاتی اداروں پر ہے۔ تاہم روایتی بینکاری نظام سود (ربا) پر قائم ہونے کی وجہ سے اسلامی تعلیمات سے متصادم ہے، کیونکہ اسلام میں ربا کو صراحت کے ساتھ

THE STUDY OF
RELIGION AND HISTORY

Vol.4 No.2 2026

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

حرام قرار دیا گیا ہے اور اس کے معاشرتی و اقتصادی نقصانات کو واضح کیا گیا ہے۔ اسی تناظر میں اسلامی بینکاری ایک متبادل نظام کے طور پر ابھری ہے، جو شریعت کے اصولوں کے مطابق مالیاتی معاملات کو استوار کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

اسلامی بینکاری کے مختلف مالیاتی عقود میں عقدِ مضاربہ کو بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ مضاربہ دراصل ایک ایسا اشتراکی معاہدہ ہے جس میں ایک فریق سرمایہ فراہم کرتا ہے (رب المال) جبکہ دوسرا فریق اپنی محنت اور مہارت (مضارب) کے ذریعے کاروبار کو چلاتا ہے، اور حاصل ہونے والے منافع کو باہمی طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے، جبکہ نقصان کی صورت میں سرمایہ کار مالی نقصان برداشت کرتا ہے اور مضارب اپنی محنت سے محروم رہتا ہے۔ یہ عقد اسلامی معیشت میں انصاف، شفافیت اور خطرات کی منصفانہ تقسیم کا مظہر ہے۔

مضاربہ: کلاسیکی فقہی تصور (Classical Juristic Concept):

مضاربہ شرکت کی ایک ایسی صورت ہے جس میں ایک فریق کاروبار کے لیے سرمایہ مہیا کرتا ہے جبکہ دوسرا فریق اس سرمایہ کو استعمال کرتے ہوئے کاروبار چلاتا ہے۔ سرمایہ فراہم کرنے والا "ربّ المال" کہلاتا ہے اور کاروباری سرگرمیوں کی نگرانی اور عملی ذمہ داری سنبھالنے والے کو "مضارب" کہا جاتا ہے۔ فقہی اصطلاح میں مضاربہ کو "قراض" اور "مقارضہ" بھی کہا جاتا ہے، اور یہ الفاظ اسی مفہوم کے لیے مستعمل ہیں۔۔ مضاربہ کے جواز کے بارے میں علامہ المرغینانی میں لکھتے ہیں:

> المضاربة: مشتقة من الضرب في الأرض؛ سمي بها لأن المضارب يستحق الربح بسعيه وعمله، وهي مشروعة للحاجة إليها، فإن الناس بين غني بالمال غبي عن التصرف فيه، وبين مهتد في التصرف صفر اليد عنه، فمست الحاجة إلى شرع هذا النوع من التصرف لينتظم مصلحة الغبي والذكي والفقير والغني. وبعث النبي صلى الله عليه وسلم والناس يباشرونه فقررهم عليه وتعاملت به الصحابة[1]

" لفظ "مضاربت" زمین میں "ضرب" (سفر / جدوجہد) سے مشتق ہے۔ اسے یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ مضارب (کام کرنے والا) اپنی دوڑ دھوپ اور محنت کی وجہ سے نفع کا مستحق ٹھہرتا ہے۔
یہ عقد (Contract) لوگوں کی ضرورت کی وجہ سے مشروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ معاشرے میں کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو مالدار تو ہوتے ہیں لیکن کاروبار کے معاملات سے ناواقف ہوتے ہیں، جبکہ کچھ لوگ کاروبار کی سمجھ بوجھ تو رکھتے ہیں لیکن ان کے ہاتھ خالی (بے مال) ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس قسم کے لین دین کو اس لیے جائز قرار دیا گیا تاکہ نادان، سمجھدار، فقیر اور غنی سب کے مفادات کا تحفظ ہو سکے اور نظام چلتا رہے۔ نبی کریم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو لوگ اس طریقے پر کاروبار کر رہے تھے، آپ ﷺ نے اسے برقرار رکھا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اس کے مطابق معاملات کیے"۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

معروف حنفی فقیہہ علامہ شیخ سرخسی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

وجواز هذا العقد عرف بالسنة، والإجماع فمن السنة ما روي: أن «العباس بن عبد المطلب - رضي الله عنه - كان إذا دفع مالا مضاربة شرط على المضارب أن لا يسلك به بحرا، وأن لا ينزل واديا، ولا يشتري به ذات كبد رطب، فإن فعل ذلك ضمن. فبلغ رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ذلك فاستحسنه»
.
وكان حكيم بن حزام - رضي الله عنه - إذا دفع مالا مضاربة شرط مثل هذا. وروي: أن عبد الله وعبيد الله ابنا عمر - رضي الله عنهم - قدما العراق ونزلا على أبي موسى - رضي الله عنه - فقال لو كان عندي فضل مال لأكرمتكما ولكن عندي مال من مال بيت المال فابتاعا به، فإذا قدمتما المدينة فادفعاه إلى أمير المؤمنين - رضي الله عنه -، ولكما ربحه، ففعلا ذلك، فلما قدما على عمر - رضي الله عنه - أخبراه بذلك، فقال: " هذا مال المسلمين فربحه للمسلمين " فسكت عبد الله وقال عبيد الله: " لا سبيل لك إلى هذا فإن المال لو هلك كنت تضمننا. قال بعض الصحابة - رضوان الله عليهم أجمعين " اجعلهما بمنزلة المضاربين، لهما نصف الربح وللمسلمين نصفه فاستصوبه عمر - رضي الله عنه –[2]

اس عقد (مضاربت) کا جواز سنتِ نبوی ﷺ اور اجماعِ صحابہ سے ثابت ہے۔ سنت سے دلیل وہ روایت ہے کہ حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ جب اپنا مال مضاربت پر دیتے تو مضارب پر یہ شرط لگاتے کہ وہ مال لے کر سمندری سفر نہ کرے، کسی وادی میں نہ اترے، اور اس سے کوئی جاندار (مویشی وغیرہ) نہ خریدے، اور اگر وہ ایسا کرے گا تو نقصان کا ضامن ہو گا۔ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے اسے پسند فرمایا۔

اسی طرح حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی مضاربت پر مال دیتے وقت ایسی ہی شرائط لگاتے تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبد اللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما عراق تشریف لے گئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس قیام کیا۔ حضرت ابو موسیٰ نے ان سے کہا کہ میرے پاس بیت المال کا کچھ مال ہے، آپ اس سے سامان خرید لیں اور مدینہ جا کر اسے فروخت کر دیں۔ اصل رقم امیر المومنین کو ادا کر دیں اور نفع آپ کا ہو گا۔

جب وہ مدینہ پہنچے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی، تو انہوں نے فرمایا: "یہ مسلمانوں کا مال ہے، اس لیے اس کا نفع بھی مسلمانوں کا ہے"۔ حضرت عبید اللہ نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ اگر یہ مال ہلاک ہو جاتا تو ہم اس کے ضامن ہوتے (لہٰذا نفع ہمارا ہونا چاہیے)۔ اس موقع پر بعض صحابہ کرام نے مشورہ دیا کہ: "اے امیر المومنین! آپ ان دونوں کو مضارب کے درجے میں رکھیں، آدھا نفع ان کا اور

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

آدھا مسلمانوں کا کر دیں"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مشورے کو درست قرار دے کر اسے قبول فرمالیا۔

مضاربہ کا شرعی مفہوم

امام یحیٰی بن شرف نووی فرماتے ہیں:

(القراض والمضاربة ان يدفع الىه مالا لىتجر فىه والربح مشترک)۔[3]

"قراض اور مضاربہ کا یہ مطلب ہے کہ ایک شخص دوسرے کو مال دے تاکہ وہ تجارت کرے اور نفع دونوں میں مشترک ہو"۔

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالی ہے:

(يَضْرِبُون فِي الأَرْضِ يَبْتَغُون مِن فَضْل اللهِ)۔[4]

"کچھ زمین میں اللہ کا فضل تلاش کرنے کیلئے سفر کریں گے"۔

مضاربہ میں نفع کی تقسیم کا شرعی تناسب

اگرچہ قرآن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دورِ نبوی ﷺ میں صاحب سرمایہ اور محنت کرنے والے میں نفع برابر تقسیم ہوتا تھا، مزارعت بھی مضاربت ہی کی طرح ہے، فرق صرف یہ ہے کہ مزارعت میں سرمایہ کی جگہ زمین ہوتی ہے، خواہ وہ کھیت کی صورت میں ہو یا باغ کی صورت میں ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب مہاجرین و انصار میں مؤاخات کا سلسلہ قائم تو مہاجرین کے معاش کا مسئلہ یوں حل فرمایا کہ باغات انصار کے ہیں اور محنت مہاجرین کریں گے اور پیداوار میں برابر کے شریک ہوں گے۔

(عن ابی جعفر قال ما بالمدينة أهل بيت هجرة الا يزرعون على الثلث والر بع وزارع على وسعد بن مالک وعبد الله بن مسعود وعمر بن عبدالعزيز والقاسم وعروة وال ابى بكر وال عمر وال على وابن سرىن)۔[5]

"حضرت ابو جعفر سے مروی ہے کہ مدینہ میں کسی مہاجر کا گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی نہ کرتا ہو، علی و سعد بن مالک، عبد اللہ بن مسعودؓ، عمر بن عبد العزیز، القاسم، عروۃ اور ابو بکر، عمر اور علی کے خاندان والے اور ابن سیرین یہ سب اسی طرح کیا کرتے تھے"۔

اسی طرح امام مالک کا بھی یہی فتویٰ ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

(والقراض جائز على ما تراضى علىہ رب المال والعامل من نصفالربح او ثلثہ او ربعہ او اقل من ذلک او اکثر)[6].

"بٹائی کا وہ نفع جائز ہے جس میں (فریقین) رب المال اور عامل راضی ہو جائیں (چاہے وہ پیداوار کا) نصف ہو، تہائی ہو، چوتھائی ہو، یا اس سے کم یا زیادہ ہو"۔

نبی کریم ﷺ نے جب خیبر کے یہودیوں سے مزارعت کا معاملہ طے کیا تو بھی یہی فیصلہ کیا کہ یہود کو محنت کے عوض نصف پیداوار ملے گی۔[7]

مضاربت کی مختصر تاریخ:

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

قبل از اسلام عرب معاشرے میں یہ کاروبار رائج تھا، قریش کے اکثر لوگ تاجر پیشہ تھے جس کا اشارہ قرآن مجید نے(رحلة الشتاء والصیف[8]) سے کیا ہے۔ ان میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو سرمایہ تو رکھتے تھے لیکن ضعیفی، بیماری یا دیگر کثیر المشاغل ہونے کے سبب خود تجارتی سفر نہیں کر سکتے تھے وہ لوگ اپنا سرمایہ کسی قابل اعتماد شخص کو مضاربت کی بنیاد پر دیتے تھے، جو منافع میں ایک مقرر حصے پر تجارت کرتے تھے۔

(عن ابن عباس رض الله عنهما انه قال: (كان سيدنا العباس بن عبدالمطلب اذا دفع المال مضاربة ، اشترط على صاحبه ان لا يسلک به بحرًا ولا ينزل به ، واديا، ولا يشترى به دابة ذات كبد رطبة ، فان فعل ذلک ضمن فبلغ شرطه رسول الله صلى الله عليه وسلم فاجاز شرطه)۔[9]

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ سید نا عباس بن عبد المطلب جب اپنا مال مضاربت پر دیتے تو شرط رکھتے کہ نہ بحری سفر کرنا، نہ میرے مال کو کسی (سیر ان) وادی میں لیجانا کسی بھی تر جگر والے (ذی روح) جانوروں کی بیچ نہ کرنا، اگر تم نے ایسا کیا تو میرے (نقصان) کے ذمہ دار تم ہو گے اس شرط کا علم رسول اللہ ﷺ کو ہوا تو آپ ﷺ نے شرط کی اجازت مرحمت فرمادی"۔

مضاربت کی اقسام:

تصرف کے لحاظ سے مضاربت کی دو اقسام ہیں:

۱۔ مضاربتِ مطلقہ ۲۔ مضاربتِ مقیدہ

مضاربتِ مطلقہ:

مضاربتِ مطلقہ سے مراد وہ طریقہ مضاربت ہے جس میں مضارب کو کھلی آزادی ہوتی ہے کہ وہ جہاں چاہے، جو چاہے اور جب تک چاہے کاروبار کرے لیکن اس کے ساتھ ساتھ شریعت کے احکامات اور عرف کا بھی خیال رکھے۔ علامہ کاسانیؒ فرماتے ہیں۔

"أن المضاربة نوعان، مطلقه ومقيده، فالمطلقة أن يدفع المال مضاربة من غير تعيين العمل والمكان والزمان وصفة العمل ومن يعامله"[10]

ترجمہ: مضاربہ کی دو قسمیں ہیں: 1۔ مضاربتِ مطلقہ یہ ہے کہ مالِ مضاربت مطلقاً مضارب کو دے دیا جائے اور کام کی نوعیت، جگہ، وقت اور کون کام کرے گا؟ اس جیسی شروط عائد نہ کی جائیں۔

مضاربتِ مقیدہ:

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق مضاربت کی وہ قسم جس میں درج ذیل پابندیاں عائد کر دی جائیں مضاربتِ مقیدہ کہلاتی ہے۔[11]

1. کام متعین کر دینا: مثلاً رب المال کہتا ہے کہ مالِ مضاربت سے کپاس خرید کر فروخت کرنی ہے اور کوئی کاروبار نہیں کرنا۔
2. جگہ متعین کر دینا: صاحب ہدایہ نے اس کی مثال یوں دی ہے کہ رب المال نے اگر شرط عائد کر دی کہ مضارب مخصوص شہر میں کاروبار کرے گا تو اب اس کے لئے جائز نہیں کہ کسی اور جگہ کاروبار کرے۔
3. کاروبار کو موقت کر دینا، مثلا رب المال یہ کہے کہ یہ معاہدہ صرف دس سال کے لئے ہے۔
4. عامل کی تخصیص: مثلا رب المال یہ کہے کہ مضارب کسی اور سے کام نہیں کروائے وہ خود کرے گا، یا فلاں مخصوص فرد سے کروائے گا۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

مضاربہ کی شرائط کا خلاصہ

عقدِ مضاربہ کے جائز و مشروع ہونے کی چند شرائط ہیں، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

- سرمایہ معلوم اور نقد ہو
- نفع فیصد میں طے ہو
- کاروبار حلال ہو
- فکس منافع کی شرط نہ ہو
- ضمانتِ اصل سرمایہ نہ دی جائے[12]

مضاربہ کی معاشی افادیت

اسلامی بینکاری میں مضاربہ سودی بینکاری کا مؤثر متبادل اس لیے ہے کہ یہ نظام اصل سرمایہ اور محنت کی شراکت پر مبنی ہے، جبکہ سودی بینکاری میں قرض پر مقررہ سود ہر حال میں وصول کیا جاتا ہے چاہے قرض لینے والا نفع میں ہو یا نقصان میں۔

- مضاربہ میں سرمایہ دینے والا (رب المال) اور کاروبار چلانے والا (مضارب) ہوتا ہے، اور نفع اصل کاروباری نتائج کے مطابق پہلے سے طے شدہ تناسب میں تقسیم ہوتا ہے۔ نقصان صرف سرمایہ پر ہوتا ہے، نہ کہ مضارب پر، بشرطیکہ وہ اپنی ذمہ داری اور محنت پوری کرے۔ اس طرح:
- سود کی یقینیت ختم ہو جاتی ہے اور مالی لین دین حقیقی پیداوار اور محنت پر مبنی ہو جاتا ہے۔
- سرمایہ کاری میں اخلاقی اور شفاف اصول قائم رہتے ہیں، اور استحصال یا سودی فوائد کی حوصلہ افزائی نہیں ہوتی۔
- یہ نظام معاشرتی عدل و مساوات کو فروغ دیتا ہے، کیونکہ نفع اور نقصان دونوں فریقین کے درمیان منصفانہ تقسیم ہوتا ہے۔
- مضاربہ کی بدولت اسلامی بینک حلال اور شرعی کاروبار میں سرمایہ کاری کر کے معاشرتی فلاح اور اقتصادی ترقی میں حصہ ڈالتے ہیں۔

یوں مضاربہ نہ صرف سودی بینکاری کا شریعت کے مطابق متبادل ہے بلکہ پائیدار، منصفانہ اور اجتماعی فلاح پر مبنی ایک متوازن مالی نظام بھی فراہم کرتا ہے۔

اسلامی بینکاری میں مضاربت (Mudarabah) کا استعمال:

اسلامی بینکاری میں مضاربت (Mudarabah) ایک بنیادی اور اہم شراکتی معاہدہ ہے، جو سرمایہ اور محنت کے مشترکہ اصول پر قائم ہوتا ہے۔ عام طور پر اسلامی بینکاری میں سیونگ اکاؤنٹ (Saving Account) اور ٹرم ڈپازٹ اکاؤنٹ (Term Deposit Account) اسی مضاربہ کے اصولوں پر چلائے جاتے ہیں۔ اس میں ایک فریق رب المال یعنی سرمایہ دینے والا اور دوسرا فریق مضارب یعنی کاروبار چلانے والا ہوتا ہے۔ اسلامی بینک اس نظام کے ذریعے کھاتہ داروں کی رقم یا اپنے سرمایہ کو حلال اور شرعی کاروبار میں لگاتا ہے۔ نفع دونوں فریقین کے درمیان پہلے سے طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے، جبکہ نقصان صرف سرمایہ پر ہوتا ہے بشرطیکہ مضارب کی کوتاہی یا غفلت نہ ہو۔ مضاربت کے تحت کھاتہ دار یا بینک کا اصل مقصد سود سے پاک منافع اور حلال سرمایہ کاری ہے، جس سے سرمایہ کاری کا خطرہ اور منافع حقیقی طور پر کاروبار کے نتائج پر مبنی ہوتا ہے۔ اس طرح مضاربت نہ صرف سودی نظام کا متبادل فراہم کرتی ہے بلکہ عدل، شفافیت اور معاشرتی فلاح کو بھی فروغ دیتی ہے، اور اسلامی معیشت کے بنیادی اصولوں کے مطابق مالی لین دین کو مشروع اور اخلاقی بناتی ہے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

اسلامی بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس کا منافع:

اسلامی بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس میں آنے والی رقوم کثیر التعداد گاہکوں کی ہوتی ہیں جو سرمایہ کاری کی غرض سے بینکوں کے پاس جمع کروادی جاتی ہیں۔ان رقوم سے مضاربہ پول تشکیل پاتا ہے جس میں نہ صرف گاہکوں کا بلکہ شیئر ہولڈرز کی صورت میں بینک کا پیسہ بھی لگا ہوتا ہے۔[13]

بینک مضارب ہونے کے ناطے اس مجموعی رقم سے کاروبار کرتا ہے۔وہ کبھی اجارہ اور شراکت متناقصہ کی بنیاد پر گاڑی، گھر یا مکان خرید کر کرائے پر دیتا ہے تو کبھی مرابحہ ، مساومہ ، سلم اور استصناع وغیرہ کے ذریعے اشیاء منافع پر فروخت کرتا ہے۔شراکت کی بنیاد پر کاروبار میں براہ راست حصہ دار بنتا ہے اور کبھی انفرادی طور پر مالی دستاویزات میں سرمایہ کاری کرتا ہے۔اس کے علاوہ ایجنسی خدمات میں وہ لوگوں کی رقوم ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے، قیمتی اشیاء کے لئے لاکرز مہیا کرنے، یوٹیلٹی بلز کی وصولی، کمپنیوں کا منافع، تعلیمی اور کاروباری اداروں کے مالی حسابات کے بندوبست جیسی مدات میں بھی معاوضے کی بنیاد پر روپیہ پیسہ کماتا ہے۔بینک کو ان تمام جگہوں پر سرمایہ کاری سے جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ ڈیپازیٹرز اور شیئر ہولڈرز میں تقسیم ہوتا ہے لیکن ایک بات واضح رہے کہ بینک جو بھی کاروبار کرتا ہے، قوانین کی رو سے اس میں شریعت سے عدم مطابقت جائز نہیں۔بینک کا میمورنڈم اف ایسوسی ایشن اور اسلامی بینکاری کا لائسنس جو کہ پاکستان کے مرکزی بینک(State Bank of Pakistan)کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے، بینک کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ شریعت کی بالادستی میں اپنا تمام کاروبار کرے۔[14]اگر بینک اس میں کوتاہی کا شکار ہوتا ہے تو اسلامی بینک ناجائز طریقے سے آنے والی آمدن کا مجاز نہیں ہوتا بلکہ اسے صدقہ کر دیا جاتا ہے۔

نقصان کا اصول:

مضاربت میں خسارہ ہمیشہ "رب المال" پر ہی آئے گا خواہ "رب المال" اور مضارب نے آپس میں یہ طے کر لیا ہو کہ خسارہ وہ دونوں مل کر برداشت کریں گے۔علامہ ابن قدامہ علیہ الرحمۃ کے بقول ہے یہ شرط فاسد ہے اس لئے کہ یہ عقد کے تقاضے کے خلاف ہے لیکن اس شرط فاسد سے عقد فاسد نہ ہو گا البتہ یہ شرط لغو قرار پائے گی۔[15]

اسلامی بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس پر بھی وہی اصول لاگو ہو گا جس کا تذکرہ ابن قدامہ حنبلی نے کیا ہے۔واضح رہے کہ مضاربت کے اس نظام میں ارباب الاموال(سرمایہ فراہم کرنے والے)چونکہ گاہک ہوتے ہیں اس لئے نقصان بھی انہیں ہی برداشت کرنا پڑے گا، لیکن اولین صورت میں اسے نفع سے پورا کیا جائے گا اور اگر پھر بھی بچ جائے تو مضاربت کا اصل سرمایہ اس کی زد میں آئے گا اور اس سے نقصان کو پورا کیا جائے گا لیکن مضارب کی غفلت لاپرواہی اور کوتاہی کی صورت میں معاملہ مختلف ہو گا۔اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار گاہک نہیں بلکہ مضارب یعنی بینک ہو گا۔[16]

وطن عزیز پاکستان میں اسلامی بینکاری کا موضوع تو دہائیوں سے قابل بحث اور نافذ العمل رہا لیکن اولین غیر سودی بینک ۲۰۰۱ء کے لگ بھگ وجود میں آئے اور تب سے لے کر اب تک مرکزی بینک کے لائسنس یافتہ ان اداروں میں ایسا نقصان دیکھنے میں نہیں آیا کہ لوگوں کا اصل سرمایہ ہی لٹ گیا ہو۔جس کی ایک بنیادی وجہ بینکوں میں وہ لائحہ عمل ہیں جو انہیں مالی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ان میں ایک طریقہ "مدِ محفوظ" کی علیحدگی بھی ہے کہ آئندہ کے پیش نظر منافع جات میں سے کچھ نہ کچھ رقم علیحدہ کرلی جائے۔اسلامی معیشت کے ماہرین، بینک اور گاہک کی رضامندی سے اسے جائز بھی قرار دیتے ہیں۔[17]

مختلف اسلامی بینکوں کے ہاں یہ تصور "آئی۔آر۔آر" کے نام سے نافذ العمل بھی ہے۔اس سے مراد "انویسٹمنٹ رسک ریزرو" ہے جس کی تشریح یوں کی گئی ہے:

> بینک کے تحت وہ ریزرو جو ایسی رقوم پر مشتمل ہو جو بینک اکاؤنٹ ہولڈر کے مضاربہ پرافٹس سے وقتاً فوقتاً الگ کرلے۔بشرطیکہ بینک کے فتویٰ اور شریعہ سپروائزری بورڈ نے اس کی منظوری دی ہو لیکن صرف ایسے

پرانے ڈسٹری بیوشن پیریڈز سے جن میں غیر معمولی پرافٹ حاصل (Realize) ہو تاکہ انویسٹمنٹ اکاؤنٹ ہولڈرز کے مستقبل کے نقصانات کی تلافی کی جاسکے یا مستقبل کے شرح منافع میں اضافہ کیا جاسکے۔[18]

خلاصۂ بحث:

زیرِ نظر مقالہ عصری اسلامی بینکاری میں "عقدِ مضاربہ" کے عملی اطلاق اور اس کی مروجہ صورتوں کے فقہی جائزے پر مبنی ہے۔ تحقیق میں اس امر کا تجزیہ کیا گیا ہے کہ دورِ حاضر کے اسلامی بینک کس حد تک کلاسیکی فقہی اصولوں کی پاسداری کر رہے ہیں۔ مقالے میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اگرچہ بینکاری کے پیچیدہ ڈھانچے کی وجہ سے مضاربہ کی کچھ نئی اور مرکب صورتیں (مثلاً ڈپازٹ اکاؤنٹس اور انویسٹمنٹ ماڈلز) سامنے آئی ہیں، تاہم بنیادی طور پر یہ طریقے اسلامی شریعت کے مقاصد اور فقہی شرائط سے ہم آہنگ ہیں۔ تحقیق یہ نتیجہ اخذ کرتی ہے کہ عصرِ حاضر کے چیلنجز کے باوجود اسلامی بینکوں میں رائج مضاربہ کا نظام ربا (سود) سے پاک معیشت کی جانب ایک کامیاب پیش رفت ہے۔

خاتمہ و نتائج:

مقالے کے حاصلِ مطالعہ اور تجزیاتی بحث سے درج ذیل نتائج اخذ کیے گئے ہیں:

- عصری اسلامی بینکاری میں مضاربہ محض ایک نظریاتی تصور نہیں بلکہ ایک ٹھوس مالیاتی بنیاد کے طور پر موجود ہے، جو سرمایہ کار اور بینک کے درمیان نفع و نقصان کی شراکت پر مبنی ہے۔
- تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ اسلامی بینکوں میں رائج مضاربہ کے قواعد (جیسے نفع کی تقسیم کا تناسب پہلے سے طے کرنا اور نقصان کی صورت میں صاحبِ مال کا ذمہ دار ہونا) بڑی حد تک فقہِ اسلامی کے مروجہ اصولوں کے مطابق ہیں۔
- اگرچہ انتظامی اخراجات اور عالمی مالیاتی نظام کی مجبوریوں کی وجہ سے بعض جگہوں پر "حیلہ جات" یا پیچیدہ قانونی ڈھانچے استعمال کیے جاتے ہیں، لیکن ان کا مقصد شریعت کی خلاف ورزی نہیں بلکہ شرعی حدود میں رہتے ہوئے مالیاتی استحکام کو یقینی بنانا ہے۔
- مجموعی طور پر، مروجہ اسلامی بینکاری میں عقدِ مضاربہ کا استعمال ایک ایسی متبادل معیشت کی بنیاد فراہم کرتا ہے جو استحصال سے پاک اور انصاف پر مبنی ہے۔

سفارشات (Recommendations)

تحقیق کی روشنی میں مستقبل کے لیے درج ذیل سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. شفافیت میں اضافہ: اسلامی بینکوں کو مضاربہ کی بنیاد پر حاصل ہونے والے نفع کی تقسیم کے طریقہ کار (Profit Distribution Mechanism) کو مزید واضح اور عام فہم بنانا چاہیے تاکہ عوامی اعتماد میں اضافہ ہو۔
2. شرعی بورڈز کی نگرانی: بینکوں کے داخلی شرعی بورڈز کو مضاربہ کے عملی اطلاق کی نگرانی مزید سخت کرنی چاہیے تاکہ کہیں بھی غیر شرعی عنصر (جیسے اصل سرمایے کی ضمانت) در نہ آئے۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

3. ریسرچ اینڈ ڈویلپمنٹ: اسلامی مالیاتی اداروں کو چاہیے کہ وہ مضاربہ کو محض ڈپازٹ تک محدود رکھنے کے بجائے اسے براہِ راست چھوٹے کاروباروں اور صنعتوں کی مالی معاونت (Micro-financing) کے لیے بھی استعمال کریں۔
4. عوامی آگاہی: عام صارفین کو عقدِ مضاربہ کے فنی اور فقہی پہلوؤں سے آگاہ کرنے کے لیے تربیتی ورکشاپس اور سیمینارز کا انعقاد کیا جائے تا کہ وہ اسلامی اور روایتی بینکنگ کے فرق کو واضح طور پر سمجھ سکیں۔

THE STUDY OF RELIGION AND HISTORY

ISSN P : 3006-3329

ISSN E : 3006-3337

Vol.4 No.2 2026

حوالہ جات

1 المرغینانی، برھان الدین ابوالحسن، علی بن عبدالجلیل ابو بکر الرشدانی، الھدایۃ، مکتبہ امدادیہ ملتان،۱۴۶۸،۳/۲۰۸

2 السرخسی، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة (المتوفى:483ھ)، المبسوط(18/22)الناشر: دار المعرفة - بیروت

3 خلیل الرحمن جاوید، اسلامی بینکاری کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ، ص ۴۰۰

4 سورۃ المزمل ۲۰:

5 بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الحرث والمزروعۃ، باب الشروط في المعاملہ، دار طوق النجاۃ، رقم الحدیث:۱۴۲۲

6 الشعبانی، محمد بن الحسن، موطا امام مالک دمشق دار القلم، رقم الحدیث:۲۳۲۵

7 بخاری، کتاب الحرث والمزروعۃ، باب المزارعۃ مع الیھود، رقم الحدیث ۲۳۳۱

8 القریش:2

9 الشوکانی، محمد بن علی بن محمد، نیل الأوطار، کتاب الشرکت والمضاربۃ، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، رقم الحدیث ۸/۴۹۹،۱۳۲۳

10 الکاسانی، علاؤالدین ابو بکر بن مسعود، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1406ھ، 6/79۔

11 ایضا:6/87

12 ڈاکٹر سالک، بینکوں کو اسلامیانے کا عمل اور اسلامی بینکاری کے خدوخال، ص:143، دار التحقیق کراچی 2023ء

13 Banking Services Agreement,Dubai Islamic Bank Pakistan,Part II,Clause2.1

14 www.dibpak.com/saving Account,aspx?+Ab-1.8th Sep, 2013-12.20 pm.

15 ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد، المغنی، بیروت: دار الفکر، 1405ھ، 5/51۔

16 AAOIFI,Mudarba Standard,7/1, P.237

17 Ayub, Muhammad. Understanding Islamic Finance. London: John Wiley & Sons, 2007, p. 325.

18 بینکاری کی خدمات کا معاہدہ، دبئی اسلامی بینک، پاکستان شق نمبر:1/1، سطر:30